عبداللہ حسنی ندوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری تین وصیتیں

کہا جاتا ہے کہ جب کوئی دنیا سے جانے لگتا ہے اور اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب وہ زیادہ اپنے گھر والوں بال بچوں کے درمیان نہ رہ سکے گا تو ایسے نازک وقت میں اپنے کنبہ کے افراد کو بلا کر وہ ایسی باتیں کہتا ہے جن کو اپنی زندگی کا نچوڑ اور افراد خاندان کے لیے بہت اہم اور نہایت کار آمد و مفید سمجھتا ہے، دنیا سے جانے والا جتنا جہاندیدہ، تجربہ کار اور علم و عقل میں پختہ ہوتا ہے اس کے بقدر اس کی نصیحت و وصیت لائق توجہ اور قابل تقلید ہوتی ہے۔ اپنے اپنے زمانے کے صاحبان علم و فضل نے نصیحتیں اور وصیتیں کیں ہیں جن کو جمع کر کے بعض حضرات نے مستقل کتابیں تیار کر دی ہیں، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو جو مرتبہ و مقام حاصل ہے وہ کسی صاحب ایمان سے پوشیدہ نہیں اور پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں بطور نصیحت و وصیت وہ باتیں ارشاد فرمائی ہوں۔

احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام زندگی میں امت اسلامیہ کو چند اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے اور ان میں بھی تین باتیں بطور خاص ارشاد فرمائیں جو بنیادی اور اصولی حیثیت رکھتی ہیں جن کے بغیر صحیح اسلامی معاشرہ کبھی بھی تشکیل نہیں پا سکتا۔

پہلی چیز کا تعلق عقائد سے ہے، حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباس وغیرہ راوی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت قریب آیا تو ایک سیاہ دھاری دار چادر آپ پر پڑی ہوئی تھی آپ اس کو کبھی چہرہ مبارک پر ڈالتے تھے جب تکلیف ہونے لگتی تو اس کو ہٹا دیتے اسی حال میں آپ نے ارشاد فرمایا یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا اور یہ بھی ارشاد فرمایا میری قبر کو جشن گاہ (اور ایک روایت میں، سجدہ گاہ) مت بنانا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عقیدہ کے بگاڑ اور شرک کی آلودگیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ نہایت واضح تعلیمات عطا فرمائی ہیں کیوں کہ اسلام کا بنیادی رکن توحید خالص ہے جس کے بغیر کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے آئینہ میں یہ بات آئی کہ امت کے عقیدہ میں شرک کی آمیزش سب

سے زیادہ قبر پرستی سے آئے گی اور یہ امت مردہ پرست ہو کر رہ جائے گی، جس کا مشاہدہ ہم سب کھلی آنکھوں کر سکتے ہیں، مزاروں درگاہوں اور مقبروں میں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے بلکہ اب بعض جگہوں پر ایسا کھلم کھلا شرک ہو رہا ہے کہ بتوں کی پوجا اور اس میں فرق مشکل ہے اعاذنا اللہ منہا اس لیے آپ نے امت کو اپنے آخری مرض میں قبر پرستی کے فتنہ سے بچانے اور شرک جیسی گھناؤنی چیز سے محفوظ رکھنے کے لیے بار بار تاکید فرمائی اور اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کا بھی استثناء نہیں فرمایا تاکہ ساری امت پر خوب اچھی طرح واضح ہو جائے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ یہ مشرکانہ عمل نہیں کیا جا سکتا تو اولیاء و شہداء اور دوسرے نیک بندوں کی قبروں کے ساتھ تو بالکل ہی نہیں کیا جا سکتا اور ایسا کرنا سراسر ظلم ہوگا اور کفر و شرک کے مرادف ہوگا۔

دوسری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادات کے تعلق سے فرمائی اور بار بار فرمائی وہ نماز کا اہتمام اور پابندی ہے کیونکہ یہ اسلام کی جان اور عبادات کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اس کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں تھا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ منافق بھی نماز نہیں چھوڑ سکتے تھے اور آج جو کچھ ہو رہا ہے اس پر آسمان و زمین بھی گریہ کناں ہوں تو کوئی تعجب نہیں، اور جہاں کہیں بھی کچھ بھی اسلامی شکل پائی جاتی ہے وہاں آج بھی نماز کو اولیت اور ترجیح حاصل ہے۔

تیسری بات معاملات کے تعلق سے ارشاد فرمائی اور بڑی اہمیت و تاکید سے فرمائی، غلاموں، ماتحتوں اور دستنگروں کی خبر گیری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی، وفات کے قریب آپ کی زیادہ تر وصیت یہ تھی:۔ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ دیکھو! نماز کا اہتمام کرنا اور غلاموں اور ماتحتوں کا خیال رکھنا، یہ آپ برابر فرماتے رہے، یہاں تک کہ زبان سے ان الفاظ کا ادا کرنا مشکل ہو گیا اور معلوم ہوا کہ آپ سینہ مبارک سے ان الفاظ کو ادا کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ آج کہنے کو تو دور غلامی ختم ہو گیا لیکن ذہنی، عقلی فکری اور اقتصادی غلامی کا ہر طرف دور دورہ ہے، ایسے غلاموں کی تعداد بڑھانے کے لیے طرح طرح کے اسباب اختیار کیے جاتے ہیں، کہیں اشتراکی عقل و فکر کی بالادستی قائم کرنے کے لیے اس کی مدح گرائی میں آسمان و زمین کے قلابے ملائے جاتے ہیں اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے میں مہارت فن کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، کہیں سرمایہ دار اپنی جھولیوں کو بھرنے کے لیے اور اپنی زمین ہموار رکھنے کے لیے ظلم و جبر کا سہارا لیتے ہیں اور غریب مزدوروں کا خون چوس چوس کر اپنی تجوریاں بھرتے اور ان کی محنت اور مشقت کے بل بوتے پر اپنی فلک بوس عمارتیں تعمیر کرتے ہیں، آج کے سرمایہ دار جو کارخانوں کے مالک فیکٹریوں کے ذمہ دار اور صنعت و حرفت کے ادارے چلانے والے ہیں، کیا وہ غریب مزدور اور مفلس ملازم کے حقوق کے بار گراں سے سبکدوش ہو چکے ہیں، کیا وہ اپنی مالی حالت بہتر بنانے اور سرمایہ کو مستحکم کرنے کی فکر میں ان معمولی پیشہ والوں کا استحصال نہیں کر رہے ہیں، کیا وہ مالکان و ذمہ داران مزدور کی بھرپور مزدوری، ملازم کی پوری تنخواہ اور کام کرنے والوں کی مکمل اجرت ادا کر رہے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے

سے بیچے و یدو۔ (رواہ ابن ماجہ) اور ایک دوسری جگہ دھمکی آمیز لہجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، حدیث قدسی میں یوں فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، قیامت میں تین آدمیوں کے میں خود مدمقابل ہوگا، ۱۔ وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر غداری کی۔ ۲۔ وہ شخص جس نے کسی آدمی کو پکڑ کر بیچ لیا اور اس کا پیسہ کھاتا رہا۔ ۳۔ وہ شخص جس نے اجرت پر مزدور رکھے اور ان سے پوری پوری محنت لی اور اجرت و مزدوری نہیں دی۔ (رواہ مسلم)

ظاہر ہے کہ جب خداوند قدوس کسی کے مقابلہ پر آجائیں تو اس کی ہلاکت و بربادی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے، ایسے تمام لوگوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ اپنے کام سے اپنی ہلاکت و بربادی کا سامان تو نہیں کر رہے ہیں، دیکھنے میں تو دولت کے انبار لگا رہے ہوں اور حقیقتاً ذلت و رسوائی جمع کی جارہی ہو، ایسی ہی دولت و کمائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم وما یعدھم الشیطان الا غرورا"

اے شیطانو! تم ان کے مال و اولاد میں ساجھے دار بن جاؤ، اور ان سے خوب وعدے کرو حالانکہ شیطان کے وعدے محض دھوکا ہیں۔

یہ خالص مال نہیں ہے اس میں شیطان کی ساجھیداری اور شرکت ہے، اس کے وعدے و حیلے کی کارفرمائی ہے، جو وہ طرح طرح سے دل و دماغ میں ڈالتا، اس کے لیے راستے پیدا کرتا رہتا اور غلط کو صحیح اور حرام کو حلال کے خوشنما لباس میں پیش کرتا رہتا ہے، اس کے ساتھ پیسے کی بڑھتی ہوئی ہوس اور بینک بیلنس کا شوق ان وعدوں کے چکر اور حیلوں کے ہیر پھیر میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس طرح ان اغنیاء و اثریاء کو حقوق کی پامالی کے وبال میں گرفتار اور مزدوروں اور بے کسوں کو آہ و زاری کا شکار بنا دیتا ہے، ایسی دولت کے آنے سے اگرچہ سرمایہ دار کا گھر بھر جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس کا گھر اجڑ جاتا ہے اس کی مثال ایسے آدمی کی سی ہے جو دیکھنے میں بڑا توانا و صحت مند معلوم ہوتا ہو لیکن اندر سے روگ نے اس کو گھلا دیا ہو۔

ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ اس طبقہ کے لیے ایسی پالیسی وضع کرتے جس سے اس کا اقتصادی بحالی اور معاشی استحکام حاصل ہوتا، اسی کی طرف اس مشہور حدیث میں اشارہ پایا جاتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین آدمیوں کا قصہ سنایا ہے جو کہیں جنگل میں چلے جارہے تھے رات گذارنے کے لیے ایک غار کا انتخاب کیا لیکن رات کو اس کے دہانے پر ایک چٹان آکر اٹک گئی نکلنے کی کوئی سبیل نہیں رہ گئی۔

آخر تینوں نے آپس کے مشورہ سے دعا کا سہارا لیا اور باری باری اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے، جو ان نے زندگی میں کیے تھے دعا شروع کی اور چٹان کھسکنی شروع ہوئی، آخر میں تیسرے آدمی نے اپنے نیک عمل کا تذکرہ یوں کیا، اے اللہ میں نے کچھ مزدور بلائے انہوں نے کام کیا میں نے ان کو اجرت دے دی ایک مزدور

بغیر اجرت لیے کہیں چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کو تجارت میں لگا دیا تجارت میں بڑی برکت ہوئی اور ہر قسم کے مال کی فراوانی ہو گئی ایک عرصہ کے بعد وہ اپنی مزدوری لینے آیا اور مجھ سے اس نے کہا اے اللہ کے بندے میری اجرت مجھے دے دے، میں نے کہا جو مال تم کو نظر آرہا ہے غلام اور جانور وغیرہ یہ سب تمہارا ہی ہے یہ سن کر اس نے وہ ساری چیزیں اپنے ہمراہ لیں اور چل دیا، میرے لیے اس نے کچھ نہ چھوڑا، اے اللہ اگر میں نے یہ تیری رضا کے لیے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس سے ہم کو نجات عطا فرما، اس کے بعد وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ لوگ صحیح سلامت نکل آئے۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مزدور کی رعایت، اس کی ترقی کی فکر، معاشی استحکام کے اسباب کی فراہمی کتنے اجر و ثواب کا باعث اور کتنے مصائب و آلام سے نجات کا سبب بن سکتا ہے، بس یہ ہے کہ آدمی اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے کام کرے، اس کے برعکس اس مزدور پیشہ، ملازمت پیشہ طبقہ اور معمولی کام کرنے والوں سے غلط فائدہ اٹھانا، ان کو اپنی ترقی کا زینہ سمجھنا اور ان کے گاڑھے پسینہ، مہارت فن اور محنت و مشقت کو اپنی دولت ستانی کا ذریعہ اور اپنے تعیش کا وسیلہ بنا کر ان کے لیے سارے راستے بند کر دینا تاکہ وہ ہمیشہ دست نگر اور محتاج بنے رہیں، ان کے لیے دونوں جہاں کی بے برکتی اور مصائب و آلام کا پیش خیمہ ہے جس میں مبتلا ہو کر وہ ذہنی الجھنوں میں گرفتار اور دوسری پریشانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

یہ ہیں وہ چند بنیادی اور اساسی امور جن سے ایک بہتر اسلامی ماحول تشکیل پاتا ہے اور ایک صحیح اسلامی معاشرہ کی تعمیر ہوتی ہے ان کو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین وصیتیں کہہ لیجئے یا نصیحتیں، کیونکہ آپ نے تین بنیادی امور عقائد و عبادات اور معاملات کی تین اساسی و اصولی چیزیں ذکر کر دیں اب یہ عقائد میں جو شخص قبر پرستی اور غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے سے اپنے آپ کو بچائے اس کے لیے توحید کی شاہراہ ہموار ہو جائے گی اور دوسرے مشرکانہ معاملات سے بآسانی بچ سکے گا لیکن جو قبر پرستی کا شکار ہوا تو غیروں کے بارے میں حاجت روائی، مشکل کشائی، نجات دہندگی اور نہ جانے کیا کیا تصورات اور اعتقادات اس کے ذہن و دماغ کی سلوٹوں میں بیٹھ جائیں گے، ایسے شخص کی ہلاکت و بربادی میں کوئی کلام نہیں، قرآن کریم اور کلام رسول اس پر شاہد عدل ہیں۔

اسی طرح عبادات میں جو شخص نماز جیسی مہتم بالشان عبادت میں کوتاہی کرنے والا ہو گا تو جیسا کہ انا لیق امت حضرت امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ جو نماز کا ضائع کرنے والا ہو گا تو وہ دوسری چیزوں کا بدرجہ اولیٰ ضائع کرنے والا ہو گا، اب جو نماز کو نماز کی طرح ادا کرے گا اور اس کا اہتمام کرے گا وہ کیسے دوسری عبادات میں کوتاہی کر سکتا ہے، اور کیسے دوسرے امور میں لاقانونیت برت سکتا ہے

معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں اور دست نگروں کے حقوق کی اہمیت بیان فرمائی

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۸ پر)